# اندلس میں اسلامی تہذیب

(ترجمہ مولوی خالد کمال صاحب مبارکپوری)

اسلامی تہذیب نے مصر، ترکی، اندلس، عراق، شام اور ہندوستان میں فنونِ لطیفہ کے ایسے ایسے بے شمار شاہکار چھوڑے ہیں جن سے اسلامی اور عربی فن کارانہ عظمت ٹپکتی ہے۔ اسلامی تہذیب نے اپنے عہدِ شباب میں دوسروں کے فنون کو اپنے سامنے بالکل بے روح ثابت کر دیا۔ اس کے سامنے نہ بیزنطی وہندی فنون چمک سکے اور نہ فارسی نہ قوطی فنون کو ابھرنے کا موقع ملا بلکہ دنیا کے یہ مسلّم فنون اسلامی فنونِ لطیفہ میں ضم ہو گئے اور ان کی مدد سے اسلامی فنونِ لطیفہ اور نکھر گئے اور ان میں ایک زندہ روح سرایت کر گئی اور اسلامی فنون اپنی قوت و عظمت کی انتہائی بلندی پر نظر آنے لگے۔

اندلس کے اندر طارق بن زیاد کے داخلہ (۷۱۱ء) سے لے کر مسلمانوں کے آخری عہد ۱۶۱۰ء تک اسلامی فنونِ لطیفہ اور تہذیب اسلامی کا ایک ڈھیر لگ گیا، جدھر نظر اٹھایئے جہاں دیکھئے اسلامی تہذیب کے اعلیٰ شاہکار نظر آتے ہیں اور یہ شاہکار گردش لیل و نہار سے بے نیاز ہو کر اب تک اسی شان و شوکت سے قائم ہیں اور فرنگیوں کی توڑ پھوڑ، فنون کشی، اور اسلامی آثار قدیمہ دشمنی کے باوجود بھی اندلس کا چپہ چپہ آج بھی اسلامی تہذیب سے معمور و منور ہے اور اسلام کے اعلیٰ فن تعمیر کی حامل مساجد اور علوم قیمہ پر مشتمل کتب کی تباہی و بربادی نے بھی اندلس کی اسلامی تہذیب پر اثر اندازی نہیں کی۔

اسلامی عہد میں قرطبہ، اشبیلیہ، غرناطہ، بلنسیہ کے شہروں میں فنونِ لطیفہ کی ایک دھوم مچ گئی تھی اور ایسے ایسے فن کارانہ شاہکار سرزمین یورپ کے قلب میں مسلمانوں نے اتار دیئے تھے کہ آج بھی ان کی مثال ملنی مشکل ہے۔ جامع کبیر، قصر کبیر، قصر زہرا، قصر حمرا اس کی زندہ مثالیں ہیں

عبدالرحمن داخلی نے ۷۸۵ء میں جامع قرطبہ کی بنیاد ڈالی۔ یہی مسجد بعد میں جامع کبیر کے نام سے یاد کی جانے لگی، عبدالرحمن نے اس مسجد کو دمشق کی جامع مسجد کے مقابلہ میں بنایا تھا اور وہ اس میں کامیاب بھی ہوا اب قرطبہ کو یہ حق حاصل ہو گیا کہ وہ صرف اسی جامع کبیر پر ساری دنیا میں اپنی برتری کا ڈنکا بجائے۔

تاریخی شواہد اس باب پر متفق ہیں کہ جامع قرطبہ مشرق کے تمام معابد و مساجد سے برتر و بالا اور قابل صد رشک ہے۔ اس کے اذان دینے والے گنبد کی اونچائی چالیس گز ہے، اس کا قبہ کھوکھلی کی ہوئی لکڑیوں پر قائم ہے۔ یہ مسجد ایک ہزار ترانوے شطرنجی شکل کے مضبوط کھمبوں پر مشتمل ہے جو انیس لمبے چوڑے اور اڑتیس تنگ اور چھوٹے صحنوں کے حامل ہیں۔ اس مسجد کے جنوبی دروازہ کی جانب جو وادی کبیر کے مقابل واقع ہے انیس[19] دروازے ہیں جو کانسے اور دوسری دھاتوں سے مزین کئے گئے ہیں اور بیچ کا بڑا دروازہ جس کے بعد دروازوں کی تعداد بیس ہو جاتی ہے، سونے کے پتروں سے مزین ہے۔

اس مسجد کی محراب کی دیواروں میں قیمتی شیشوں کو سونے سے مزین کیا گیا ہے اور اس مسجد کے منبر پر مصحف عثمان رکھا ہوا تھا جس کی جزدان موتیوں اور یاقوت سے آراستہ کی گئی تھی، ایک دیباجی کپڑے میں لپیٹ کر اس مصحف کو عود کی کرسی پر رکھا گیا تھا۔

مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کے بعد اسپینیوں نے اس مسجد کو اپنی عبادت گاہ میں بدل دیا اور اسے قرطبہ کے اطراف کی سات سو مساجد کے ساتھ منہدم نہیں کیا بلکہ اسے اپنی عبادت گاہ بنا لیا اور اس مسجد کے عظیم قبہ کی جگہ بیچ مسجد میں اپنا کنیسہ بنا لیا اور صرف یہی نہیں بلکہ کنیسہ بناتے میں اس عظیم مسجد کے ایک سو ساٹھ کھمبوں کو بھی منہدم کر دیا، اسی طرح اس مسجد کے منارے کو بھی جو ان کے عظیم کنیسہ کے منارے سے کسی طرح کم نہ تھا ختم کر دیا۔

اس مسجد میں دو سو چھیاسی[۲۸۶] بڑے بڑے فانوس تھے جن میں کل سات ہزار چار سو چھبیس قندیلیں معلق تھیں، ان فانوسوں کے علاوہ بہت سے بڑے بڑے شمعدان بھی تھے جو خالص چاندی سے تیار کئے

گئے تھے اب یہ تمام اسلامی شاہکار اس مسجد سے ہٹا دیئے گئے ہیں۔

مسلمانوں کے عہد حکومت میں اندلس یورپ کا سب سے بڑا اور ترقی یافتہ شہر شمار کیا جاتا تھا۔ یہی قرطبہ کی جامع کبیر ایک طرف مسجد کا کام دیتی تھی تو دوسری طرف اس زمانہ کی یونیورسٹی کا کام بھی یہی مسجد دے رہی تھی اس وقت یورپ کے لئے یہی مسجد سب سے بڑی علمی درس گاہ تھی اور تمام دنیا میں ترقی یافتہ یونیورسٹیوں میں اس کا شمار ہوتا تھا اس سے قبل مصر میں جامعہ ازہر بغداد میں مدرسہ نظامیہ اور مغرب میں مدرسہ زیتونیہ کافی شہرت حاصل کر چکے تھے۔

جامعہ قرطبہ اس وقت اسی پوزیشن میں تھی جس میں آج یورپ کی مشہور و معروف یونیورسٹیاں ہیں اس میں نصاریٰ اور مسلمان دونوں تعلیم حاصل کر رہے تھے اور افریقہ ایشیا اور یورپ کے دوسرے شہروں سے یہاں کافی تعداد میں طالبانِ علم آکر اپنی علمی پیاس بجھایا کرتے تھے، اندلس کے خلیفہ عبدالرحمٰن ثالث نے صرف دارالسلطنت کے اندر ستائیس۲۷ مفت قیام وطعام اور تعلیم دینے والے مدارس کھول رکھے تھے۔

خلیفہ حکم نے جو خود بھی ایک بڑا عالم تھا اسکندریہ، دمشق اور بغداد میں اپنے کارندوں کو بھیج رکھا تھا جو وہاں سے قلمی اور نادر و نایاب کتابیں خرید خرید کر حکم کے پاس روانہ کرتے تھے اور بیچنے والوں کو منہ مانگے دام دیا کرتے تھے۔ اس طرح انھوں نے ان مقامات سے بہت سی کتابیں مہیا کیں، اس طرح تقریباً چار لاکھ کتابیں جمع ہو گئی تھیں۔

اس علمی مسابقت و منافست میں قرطبہ کو بغداد سے ٹکر لینی پڑی چنانچہ "اغانی" کے مصنف ابوالفرج اصفہانی کے پاس حکم نے ایک ہزار دینار بطور ایڈوانس بھیجا تھا تاکہ اس کی کتاب "اغانی" پوری ہونے کے بعد کہیں سلاطین بغداد کے ہاتھ نہ لگ جائے اور اس کا پہلا نسخہ خریدنے کا شرف قرطبہ کے بجائے بغداد کو حاصل نہ ہو جائے۔

مشہور مستشرق "دوزی" کے بیان کے مطابق اندلس کا ہر ہر فرد اس وقت اعلیٰ درجہ کا عالم و کاتب ہوتا تھا جب کہ یورپ کے مسیحیوں کا ایک قلیل طبقہ طبعیات کے ابتدائی مسائل رٹ رہا تھا کہ ان کے علاوہ پورا یورپ الف کا نام بھا لا بھی نہیں جانتا تھا۔

جامعہ قرطبہ میں ان دنوں علم لغت، ریاضت، کیمیا، طب، علوم شرعیہ، فلسفہ اور علم فلک کی اعلیٰ تعلیم

دی جاتی تھی۔ اس کے طلبار کی تعداد ہزاروں سے متجاوز تھی ............

جامعہ قرطبہ کی سندان دونوں سرکاری ملازمت کے لئے تمام دوسری سندوں سے مقدم سمجھی جاتی تھی۔

کاغذسازی کی صنعت اسلامی تہذیب کا ایک اہم اورعظیم مظاہرہ شمار کی جاتی ہے جسے مسلمانوں نے یورپ کو عطا کیا اور یورپ کے ذریعہ ساری دنیا میں پہونچی،

ان علمی خزانوں سے معمور ہونے کے ساتھ ساتھ قرطبہ عالم اسلام کا سب سے بڑا شہر شمار کیا جاتا تھا جس میں ایک لاکھ تیرہ ہزار ۱۱۳۰۰۰ مکانات اور اس کے ۲۱ نواحی تھے اور صرف قرطبہ شہر میں ستر کتب خانے تھے۔ اس کی سڑکیں میلوں لمبی تھیں جو قندیلوں سے رات بھر جگمگاتی رہتی تھیں۔ اس وقت بلکہ اس کے سات سو برس بعد بھی یورپ کے گلی کوچے تاریک رہا کرتے تھے۔

انجنیر، منشی اور طبیب و ڈاکٹر یورپ کو یہیں سے بہم پہونچائے جاتے تھے چنانچہ لیون، نافار اور برشلونہ کے امرار کو جب کسی انجنیر، منشی، طبیب یا ڈاکٹر کی ضرورت پڑتی تو وہ قرطبہ ہی کی جانب رجوع کرتے اور یہیں سے اپنی طبی ضروریات بہم پہونچاتے تھے۔

قرطبہ کا "قصر کبیر" چار سو تیس کمروں پر مشتمل تھا ان کمروں کے درمیان بڑے بڑے محلات بھی ہوتے تھے جن کے مستقل نام ہوتے تھے مثلاً قصر کامل، قصر مجدد، قصر حائر، قصر روضہ، قصر معشوق، قصر مبارک، قصر رشیق، قصر سرور، قصر بدیع وغیرہ۔ صرف خلیفہ کا محل چار سو کھڑکیوں اور مقصوروں پر مشتمل تھا۔

قرطبہ میں اسلامی فن تعمیر کا بہترین مظاہرہ "قصر زہرار" ہے جس کی تعمیر کے لئے "نورماندی" اور "قرطاجنہ" سے پتھر منگائے گئے اور اس کے سنہرے مصور کھمبے قسطنطنیہ سے حاصل کئے گئے تھے اور اس کی تعمیر میں دس ہزار ماہرین فن نے حصہ لیا۔

قصر زہرار میں چار ہزار تین سو سنگ مرمر کے کھمبے ہیں اور اس کے ہال کی زمین ہزاروں قسم کے منقوش پتھروں سے سجائی گئی ہے اور اس ہال کی دیواریں سنگ مرمر اور قسم قسم کے نقش و نگار سے مزین ہیں اور اس کی چھت نہایت خوبصورتی اور خوش منظری سے لگائی گئی ہے جس کے نقش و نگار دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس قصر کے بعض ہال چشموں سے مزین ہیں جن سے صاف پانی پتھر کے حوض سے نکلتا رہتا ہے۔

اس قصر کا خارجی حصّہ باغات اور رنگ برنگ کے پھولوں والے درختوں سے مزیّن کیا گیا ہے جس کی خوشبو آنے والوں کے دماغ کو معطّر کر دیتی تھی۔

اس قصر کے قُبّے پارہ کے بڑے بڑے حوضوں کی شکل میں بنے ہوئے ہیں جو عجیب عجیب طرح سے حرکت کرتے ہیں جب اس پر سورج کی کرن پڑتی ہے تو اس کا عکس دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

ابنِ حیان کی روایت کے مطابق اس قصر کے ستونوں کی تعداد چار ہزار تین سو بارہ تک پہونچی ہے جو مختلف شکل اور مختلف حجم کے بنائے گئے تھے۔

اندلس کے ایک اور مشہور و معروف اور مردم خیز شہر "طلیطلہ" میں بھی اسلامی تہذیب کے بہت سے آثار پائے جاتے ہیں۔ تاریخی شواہد کے پیشِ نظر نہرِ تاج پر مسلمانوں کا بنایا ہوا ایک عظیم پُل تھا جس کی تعمیر ۸۶۶ء میں ہوئی تھی اور وہ ۱۲۵۷ء تک بحالہ قائم رہا اس کے بعد منہدم ہونا شروع ہو گیا اور کچھ دنوں بعد نیست و نابود ہو گیا

اسی طرح "اشبیلیہ" میں آج بھی برج لاجیرالدہ موجود ہے۔ یہ ایک چوپہل تعمیر ہے جو اینٹوں سے بنائی گئی ہے۔ اس کی تعمیر کا مقصد اس جامع مسجد کی اذان گاہ بنانا تھا جو منصور نے ۱۱۹۵ء میں تعمیر کی تھی۔ یہ برج باہر سے نقش و نگار میں چھپا ہوا نظر آتا ہے۔ اس کی کھڑکیاں بھی قوس نما اور منقش بنائی گئی ہیں۔ اس برج کے اوپر سونے کا ایک گنبد تھا جسے اسپینیوں نے ہٹا کر وہاں ناقوس کا ایک برج بنا دیا ہے۔

"غرناطہ" کا کیا کہنا یہیں "قصرِ حمرا" واقع ہے جو اسلامی فنِ تعمیر کا ایک مثالی شاہکار شمار کیا جاتا ہے۔ یہ محل ایک ایسے پہاڑ پر بنایا گیا ہے جو جائے وقوع کے اعتبار سے نہایت مناسب ہے اور "غرناطہ" شہر کے بالمقابل واقع ہے۔ اس محل کی دیواریں عربی طرز کے نقش و نگار سے مزیّن ہیں اور اس کی قوس نما محرابیں اور قُبّے بھی معجز نما طور پر بنائے گئے ہیں۔ اس کا نام "قصرِ حمرا" اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس کی تعمیر میں لال رنگ کے پتھر، اینٹ، چونے وغیرہ لگائے گئے ہیں۔

---